آخری آدمی ——— مشیر صدیقی

کیا ابنِ صفی کا واقعی انتقال ہوگیا ہے ؟

یہ ایک ایسا سوال ہے، جس کا جواب بظاہر تو بہت آسان ہے لیکن اُن لوگوں کے لیے یقیناً وقت طلب ہے جن کے دلوں میں ابنِ صفی کی عقیدت اور محبت، روزِ اوّل کی طرح زندہ ہے۔ وہ ہمہ وقت، اُنہیں اپنے قریب محسوس کرتے ہیں۔ اُن کی آواز... کی بازگشت، اُنہیں اپنے چاروں طرف گردش کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ بس، ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے باتیں کرتے کرتے، ابھی کہیں اُٹھ کر چلے گئے ہوں۔

ابنِ صفی اپنے ان قارئین کے لیے بھی، جو دُنیا کے ہر حصّے میں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہیں، کبھی نہیں مر سکتے۔ وہ، اُن کے لیے ہمیشہ کی طرح الفاظ کی شکل میں زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ ہر ماہ، اُن کی نئی تصنیف کے منتظر قارئین انتظار کی شدّت سے گھبرا کر کہیں رونہ پڑیں۔ اُس وقت وہ شاید محسوس کریں کہ ابنِ صفی ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں لیکن میں یہ بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ جیسے ہی ابنِ صفی کی کوئی سابق تحریر پڑھیں گے، اُنہیں ایک بار پھر اپنے قریب، بہت قریب محسوس کریں گے۔

ابنِ صفی کو میں گزشتہ پچیس سالوں سے جانتا ہوں۔ لالوکھیت سے ناظم آباد کا فاصلہ، گو کہ زیادہ نہیں لیکن ابنِ صفی کے معاشرتی، معاشی حالات اور جدّ و جہد کا ایک طویل دَور، اس کے درمیان پوشیدہ ہے۔ اس کے بیان کرنے کا نہ تو یہ وقت موزوں ہے اور نہ ہی موقع... اس طویل رفاقت کے دوران، میں نے ابنِ صفی کو قریب سے دیکھا، سُنا اور پرکھا ہے۔ اُنہوں نے مثلِ اولاد سمجھتے ہوئے مجھے زمانے کے نشیب و فراز سمجھائے ہیں، نصیحتیں کی ہیں، مشکل حالات میں میری رہنمائی کی ہے اور کبھی ایک بے تکلف دوست کی طرح، ہر قسم کی باتیں بلا جھجک بیان کی ہیں۔ اسکول اور کالج لائف کی دلچسپ باتیں اور شرارتیں، فلسفۂ محبت اور نفرت، سیاست، مذہب اور انسانی نفسیات پر بڑی تفصیل سے گھنٹوں گفتگو کی ہے۔

ابنِ صفی، ایک نہایت منکسر المزاج، شریف النفس، ہمدرد اور صابر و شاکر قسم کے انسان تھے۔ اُنہیں تصنّع، بناوٹ اور پبلسٹی سے سخت نفرت تھی۔ ہند و پاکستان میں، انہیں بے پناہ مقبولیت حاصل تھی اور لوگ دیوانگی کی حد تک انہیں پسند کرتے تھے... اس پسند میں ہر جنس اور ہر عمر کے افراد شامل تھے۔ ہر ماہ ہزاروں کی تعداد میں ایسے خطوط آتے تھے جن میں ابنِ صفی کی تصویر کی اشاعت پر زور دیا جاتا تھا، لیکن ایک طویل عرصے تک اُنہوں نے اپنی تصویر کی اشاعت سے گریز کیا۔ تاوقتیکہ بعد کے حالات نے انہیں مجبور نہ کر دیا۔

وہ لالوکھیت کے ایک مکان میں گُمنامی کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اس زمانے میں، اُن کا حلقۂ احباب بہت محدود تھا، تقریباً نہ ہونے کے برابر... اس وقت ہم لوگ گھنٹوں گفتگو کیا کرتے تھے اور میں تقریباً ہر روز ہی ابنِ صفی سے ملا کرتا تھا اور یہ سلسلہ اس وقت بھی برقرار رہا، جب انہیں بے پناہ مقبولیت حاصل ہوگئی اور ان کا حلقۂ احباب بھی وسیع ہوگیا۔ ابنِ صفی کی مصروفیت اور وقت کا خیال کرتے ہوئے، میں نے ملاقاتوں میں بعد ازاں کمی کر دی تھی لیکن اتنا ضرور تھا کہ جب بھی ملاقات ہوتی، ہم حسبِ سابق گھنٹوں گفتگو کیا کرتے، ہر موضوع پر اور اکثر ہم ایسی تصوراتی باتیں کرتے کہ اگر آپ سُن لیں تو بے تحاشا قہقہے لگانے پر مجبور ہو جائیں۔

میری شخصیت کی تعمیر میں ابنِ صفی نے گہرے اثرات مرتب کیے ہیں اور صحیح معنوں میں اُردو لکھنا اور پڑھنا، میں نے انہی سے سیکھا ہے ورنہ جب میں، پاکستان آیا تھا تو اُردو میں اپنا نام تک نہیں لکھ سکتا تھا۔ ابنِ صفی، میرے مصوّری کے اُستاد بھی تھے... اس انکشاف سے یقیناً آپ کو تعجب ہُوا ہوگا لیکن شاید آپ نہیں جانتے کہ ابنِ صفی مصوّر بھی تھے۔ فائن اور تجریدی آرٹ میں اُن کو یکساں دسترس حاصل تھی۔ وہ اکثر میرے ساتھ مِل کر تصاویر کی نمائش کا پروگرام بناتے لیکن وقت کی کمی اور دیگر مصروفیات کے باعث یہ خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا۔ ایک زمانے میں ابنِ صفی نے میرا نام تبدیل کر کے راگی (RAGI) رکھ دیا اور ہدایت کی کہ اب تم اسی نام سے تصاویر بنایا کرو۔ چنانچہ میں ایک طویل عرصے تک اسی نام سے

سرورق بناتا رہا۔

ابن صفی کا کہانی لکھنے کا، ایک اپنا انداز اور طریقہ تھا جس سے اُنہوں نے مجھے رُوشناس کرایا نیز لکھنے کے فن پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی... یہ ۱۹۵۷ء کی بات ہے۔ اس زمانے میں، میں نے اُن کی ہدایات اور رہنمائی میں کئی کہانیاں لکھیں جو اس زمانے کے مشہور جاسوسی رسالے "سراغ رساں" میں شائع ہوئیں۔ اسی زمانے میں ایک ناول لکھا، جس کا نام ابن صفی نے "سایے کا تعاقب" رکھا۔ اس ضمن میں اُنہوں نے انکشاف کیا کہ میں نے اپنے مشہور ناول "شعلوں کا ناچ" کا نام دراصل "شعلوں کا تعاقب" رکھا تھا جسے بعد ازاں عباس حسینی نے تبدیل کر دیا۔

تعلیمی مصروفیات کی وجہ سے، کہانیاں لکھنے کا یہ سلسلہ، ایک طویل عرصے تک موقوف رہا۔ تا ایں کہ ۱۹۷۹ء میں ابن صفی کی ہدایت اور رہنمائی میں بچوں کی عمران سیریز کا اوّلین ناول "عمارت کا راز" لکھنا شروع کیا۔ مقصد محض یہ تھا کہ عمران کے بچپن کے کردار کو ابن صفی کے تصوّر کے مطابق پیش کرنا... کیونکہ کچھ حضرات، عمران کے موجودہ کردار کے ساتھ ہی ساتھ، اُس کے بچپن کے کردار کی بھی مٹی پلید کر رہے تھے۔ اس ناول کی تحریر، اشاعت اور تقسیم، ہر مرحلے میں، ابن صفی نے میری رہنمائی اور مدد کی۔

کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ میرا بہت خیال رکھتے تھے اور ہمہ وقت میری مدد اور رہنمائی کے لیے آمادہ رہتے تھے۔ ابن صفی کی یہ تخصیص محض میرے لیے نہیں تھی۔ وہ ہمیشہ اپنے قریب رہنے والوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ لیکن اُنہیں اس بات کی بڑی شکایت تھی کہ لوگوں نے اُن سے فائدہ اُٹھانے کے بعد، نہ صرف اُنہیں دھوکا دیا بلکہ مالی اعتبار سے بھی نقصان پہنچایا۔ ان افراد میں دوست احباب، پبلشرز، تقسیم کار، مصنفین، ریڈیو اور ٹی۔ وی سے متعلق کئی لوگوں کے نام لیے جا سکتے ہیں لیکن اُن افراد یا اُن کے لواحقین کی رنجیدگی کے پیشِ نظر نام لکھنے سے دانستہ اجتناب برتا جا رہا ہے۔

ابن صفی نہ صرف عظیم ناول نگار تھے بلکہ وہ ایک اچھے مصوّر اور بہترین شاعر بھی تھے۔ اُنہیں اگر مشرق کا "ایڈگر ایلن پو" کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا... ابن صفی حقیقت میں دانشور اور مفکر تھے۔ گو کہ وہ زیادہ تر جاسوسی کہانیاں لکھا کرتے تھے لیکن اُن میں بھی اپنے افکار کے اظہار کے لیے کہیں نہ کہیں گنجائش ضرور نکال لیا کرتے تھے... ویسے وہ، اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ اُنہیں مفکر یا دانشور جیسے القابات سے نوازا یا پکارا جائے۔ وہ اکثر مذاقاً کہا کرتے تھے کہ پاکستان میں مفکروں اور دانشوروں کی کثرت نے ایک صنعت کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ اُنہیں دوسرے ممالک کو ایکسپورٹ کر دے۔ اس سے نہ صرف حکومت کو اُن سے نجات مل جائے گی بلکہ عوام بھی اطمینان کا سانس لے سکیں گے۔

ابن صفی نے جس زمانے میں لکھنا شروع کیا، اس وقت معاشرے میں بے راہ رَوی اور فحاشی کا رُجحان تیزی سے فروغ پا رہا تھا، جس کا بنیادی سبب، رُومانی ناولوں کی بہتات تھی۔ ابن صفی چونکہ ایک حسّاس انسان تھے لہٰذا اُنہوں نے اسے شدّت سے محسوس کیا، نہ صرف محسوس کیا بلکہ اس کے تدارک کے لیے باقاعدہ پلاننگ کے تحت ناول نگاری شروع کی (شاید یہ بات بہت کم لوگ جانتے ہوں کہ ابتدا میں ابن صفی، درس و تدریس کے پیشے سے منسلک رہے ہیں) تاکہ نوجوان نسل کے ذہنوں میں مرتّب ہونے والے فحاشی اور بے راہ رَوی کے رجحان کو نہ صرف روکا جائے بلکہ اُن کی توجہ، تفریحی اور پاکیزہ ادب کی طرف مبذول کی جائے جو کہ دلچسپ ہونے کے ساتھ ہی ساتھ لوگوں میں بزرگوں کی عزّت، قانون کا احترام اور جرائم سے نفرت کا جذبہ پیدا کرنے اور قارئین میں سائنسی طریقۂ غور و فکر کی بُنیاد ڈالے۔ چنانچہ یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے مشن میں پوری طرح کامیاب رہے اور اُنہوں نے ہَوا کے رُخ کو بدل دیا۔ یہی وجہ تھی کہ اُن کی کہانیاں ہر جنس اور ہر عمر کے افراد میں بے حد مقبول ہوئیں۔

ابن صفی نے جو طرزِ بیان ایجاد کی تھی، آج گلشن میں وہی طرزِ بیان ٹھہری ہے لیکن ہزار کوششوں کے بعد بھی آج تک کوئی ابن صفی کی گرد کو نہ پہنچ سکا۔ اُن کی حیثیت ناقابلِ تسخیر ہے۔ لہٰذا یہ بات پورے اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ اپنی تخلیق کردہ راہ کے، وہ پہلے اور آخری آدمی تھے۔